# رحمت اللعالمین

جناب مولانا محمد منشاء کاشف صاحب فیصل آباد

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذی اصطفے امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وما ارسلنک الا رحمۃ اللعلمین ○

(ترجمہ) اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

**تشریح:۔** عالمین عالم کی جمع ہے جو تمام جہان والوں کو شامل ہے۔ خواہ وہ حیوانات ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول نباتات ہوں یا جمادات۔ رحمت کے معنی پیار اور نرمی کے ہیں جو قہر اور غضب کے صریح خلاف ہے جہاں رحمت موجود ہو۔ وہاں غضب اور قہر وعذاب نہیں آسکتا۔ پس معنی یہ ہوئے کہ اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو تمام جہان والوں پر رحمت کرنے کے لئے بھیجا۔ نبی ﷺ کی رسالت جہاں پر رحمت کرنے کی علت ہے۔ تو جس طرح اللہ تعالیٰ بموجب وصف رب العالمین کے تمام جہان والوں کا رب ہے کوئی چیز اس کی ربوبیت سے باہر نہیں اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام جہان والوں پر رحمت ہونے کا سبب ہے۔

"للعالمین" کا لفظ جن جن اشیاء یا اشخاص کے متعلق قرآن مجید میں آیا ہے۔ وہ آیات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) "ان ھو الا ذکری للعالمین" (سورۃ الانعام آیت ۹۰) (۲) سورۃ یوسف آیت ۱۰۴ "ان ھو ذکر للعلمین" (۳) "ان ھو الا ذکر للعلمین" (سورۃ ص آیت ۸۷) (۴) "وما ھو الا ذکر للعلمین" (۵) "الی الارض التی بارکنا فیھا للعلمین" (۲۱۔ ۷۱) (۶) "ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعلمین" (۳۔ ۹۶) (۷) "فانجینا ○ واصحب السفینۃ وجعلنھا ایۃ للعلمین" (۲۹، ۱۵)

"وجعلنها وابنها اية للعلمين" (۲۱ ۹۱) (۹) "ان فی ذلك لايت للعلمين ○ الله والذی جعل لكم الارض قرارا والسماء بناء وصوره فاحسن صوركم ورزقكم من الطيبات ذلكم الله ربكم فتبرك الله رب العلمين هو الحی لا اله الا هو فادعوه مخلصين له الدين الحمد لله العلمين" (المومن ۶۵)

آیات بالا پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ آیت نمبرا نمبر۳ نمبر۴ میں قرآن مجید کو ذکر للعالمین فرمایا گیا اور اس میں کلام نہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ جو جملہ عالمین کے لئے ذکر ہے۔ نبی ﷺ کا اسم مبارک تو اس مصدر کے ساتھ مذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "فذكر انما انت مذكر" (۲۱۔ ۸۸) آیت نمبر۶' ۷ میں اللہ تعالیٰ نے لفظ برکت استعمال کیا ہے۔ آیت نمبر۶ بیت المقدس کے لئے ہے اور آیت نمبر۷ بیت الحرام کے لئے مسلمان ان دونوں مسجدوں کو اسی ادب واحترام کا مستحق سمجھتے ہیں جو کلام الٰہی میں ان کے لئے ظاہر فرمائے گئے ہیں۔ چونکہ لفظ برکت ہر دو کے لئے مشترک ہے اور لفظ "هدى" بیت الحرام کے لئے خاص اور زائد ہے اس لئے بیت الحرام کا درجہ بھی بیت المقدس سے زیادہ تسلیم شدہ ہے۔ آیات نمبر۸ نمبر۹ نمبر۱۰ نمبر۱۱ میں لفظ آیت کا استعمال ہوا ہے اور اس کا مصداق ان مختلف آیات میں متعدد ہے اور ان میں سب کلا خلاصہ یہ ہے کہ۔

"ذكر للعالمين" صرف قرآن مجید ہے۔ "مبارك للعلمين" بیت المقدس وبیت الحرام ہیں اور "هدى للعلمين" ○ آیات للعلمين" اصحاب نوح اور کشتی نوح اور حضرت مریم حضرت ابن مریم علیہم اور اقوام عالم کا اختلاف الوان اور تبائن السنہ ہے اور لفظ رحمت ایسا لفظ ہے۔۔ جس کا استعمال نبی ﷺ ہی کے لئے ہوا حضور کے سوا کسی دوسرے کے لئے نہیں ہوا ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "ورحمتی وسعت كل شئی" (اعراف) میری رحمت نے سمالیا ہر چیز کو۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے دعا کی۔ "اللهم ارحمنی و محمدا ولا ترحم معنا احدا" اسپر آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ تونے اللہ تعالیٰ کی رحمت

واسع کو محدود کر دیا (ابن کثیر) اگر اللہ تعالیٰ کے غضب کی طرح اس کی رحمت بھی خاص نیکو کاروں کے لئے ہوتی اور کفر و نافرمانی پر فوراً مواخذہ ہوتا تو روئے زمین پر کسی چلنے والے کو نہ چھوڑتا۔ حضور اکرم ﷺ صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ مسلمان، کافر سب کے لئے اور دنیوی و اخروی ہر اعتبار سے آپ ﷺ رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے یہ شان و عظمت یہ لقب کسی کو حاصل نہیں ہو سکا۔ یہ متبعین سنت کے امام ہیں جن کی ہم اتباع کرتے ہیں۔ حدیث میں ہے "اذا کان یوم القیمة کنت امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم غیر فخر" (مشکوۃ صہ ۵۰۶) یعنی قیامت کا دن ہوگا اس وقت انبیاء علیہم السلام کا میں پیشوا اور خطیب یعنی سب کی طرف سے گفتگو کرنے والا ہوں گا اور سب کے لئے شفاعت کا دروازہ کھلوانے والا ہوں گا۔ جس وقت تمام انبیاء علیہم السلام بھی خوف زدہ ہوں گے۔ حتی کہ شفاعت کرنے کی بھی ہمت نہ کر سکیں گے اس وقت مجھ کو اجازت ملے گی میں کلام کروں گا تب کہیں اوروں کو بھی ہمت ہوگی۔ یہ کوئی فخر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا انعام و فضل ہے۔

## حضور رحمت کی دعائے خیر۔

دشمنوں کے حق میں بددعا کرنا انسان کی فطری عادت ہے۔ لیکن پیغمبروں کا مرتبہ عام انسانی سطح سے بدرجہا بلند ہوتا ہے۔ جو لوگ ان کو گالیاں دیتے تھے وہ ان کے حق میں دعائے خیر کرتے تھے اور جو ان کے تشنہ خون ہوتے ہیں وہ ان کو پیار کرتے تھے ہجرت سے قبل مکہ میں مسلمانوں پر اور خود آنحضرت ﷺ پر جو پیہم مظالم ہو رہے تھے اس داستان کے دہرانے کے لئے بھی سنگدلی درکار ہے اسی زمانہ میں خباب بن ارت ؓ ایک صحابی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ دشمنوں کے حق میں بددعا فرمایئے یہ سن کر چہرہ مبارک سرخ ہو گیا (صحیح بخاری مبعث النبی) ایک دفعہ چند صاحبوں نے مل کر اسی قسم کی بات کہی فرمایا۔ "انی لم ابعث لعانا انما بعثت رحمة للعالمین" (صحیح مسلم) میں دنیا کے لئے لعنت نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (سیرۃ النبی جلد دوم صہ ۲۲۹ شبلی نعمانی) اور فرمایا "انما انا رحمة مھداة" (مشکوۃ) یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کو

تحفہ بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے۔ وہ میں ہوں۔

**عیسائی عالم کی گواہی:۔** حافظ ابن کثیر نے تاریخ ابن کثیر میں فصل "**فصل فی خروجه صلی الله علیه وسلم مع ابی طالب الی الشام**" کا ذکر کیا ہے اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے جب ابی طالب نے بغرض تجارت قریش کے سواروں کے ہمراہ ملک شام کا سفر اختیار کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ساتھ لے کر روانہ ہوئے آپ ﷺ کی عمر اس وقت بارہ سال کی تھی راستہ میں ایک راہب سے جو عیسائی مذہب کا بڑا عالم تھا ملاقات ہوئی۔ ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ اس راہب نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "**هذا اسید العالمین هذا رسول رب العلمین بعثه الله رحمة للعلمین**" یعنی یہ تمام جہان والوں کے سردار ہیں یہ رب العالمین کے رسول ہیں۔ ان کو اللہ نے تمام جہان والوں کی رحمت کے لئے بھیجا ہے امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے تحفۃ الاحوذی اور ترمذی میں اس حدیث کے ماتحت لکھا ہے کہ ابن حبان نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے پس یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح ٹھہری۔ حاکم اور بیہقی ابوبکر خوائطی وغیرہ حفاظ نے بھی اسے روایت کیا ابن کثیرؒ نے اس کے رجال کی توثیق کی۔ مشکوۃ باب المعجزات فصل ثانی کے حاشیہ پر بحوالہ اصابہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس کی صحت کو نقل کیا۔ اس حدیث سے تین امور کا ثبوت بہم پہنچتا ہے۔

"**اول**" کہ نبی ﷺ محض و انس کے ہی سردار نہ تھے بلکہ ہر چیز جو عالم کے اندر شامل ہے آپ ﷺ کو سب پر سرداری عطا کی گئی۔

"**دوم**" یہ کہ رحمت اللعالمین ﷺ کی فضیلت سابقہ انبیاء کی کتب میں بھی موجود تھی اسلئے راہب نے آپ ﷺ کو رحمت اللعالمین کے لقب سے بیان فرمایا۔

"**سوم**" یہ کہ آپ ﷺ کی رسالت اور بعثت رحمت اللعالمین ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کی ذات بابرکات اس دنیا میں موجود تھی تو مہلک

عذاب سے دنیا کو امان تھا لیکن آپ ﷺ کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کی رسالت وحی یعنی قرآن و حدیث اور اس پر عمل اور خصوصاً استغفار وغیرہ جو ہر وقت دنیا میں ہوتے رہتے ہیں ایک لحہ کے لئے دنیا میں بند نہیں ہوئے یہ رسالت آپ ﷺ کے انتقال کی بعد خرق عادت کو مانع ہے۔ اس حدیث کی تائید مندرجہ ذیل حدیثوں سے ملتی ہے۔

حضرت ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "ان اللہ عزو جل بعثنی ھدی ورحمۃ للعالمین" یعنی مجھے اللہ نے تمام جہانوں کی ہدایت اور رحمت کے لئے بھیجا ہے۔ (مسند احمد ابوداؤد طیالسی باب حدیث ابی امامہ) اور حدیث میں ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "انا نبی التوبۃ ونبیا الرحمۃ" (مشکوۃ باب اسماء النبی فصل اول) یعنی میں توبہ اور رحمت کا نبی ہوں یعنی آپ ﷺ کی نبوت جو سراسر رحمت ہے امتی کی توبہ قبول ہونے کی علت ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ امت محمدیہ کا مومن اگر گناہ کرے اور سچے دل سے توبہ کرکے خدا کے سامنے پشیمان ہوجائے تو آسانی سے بلا تکلیف اس کی توبہ قبول کرلی جاتی ہے ایسا پاک ہوجاتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کئے ہی نہیں بخلاف سابقہ امتوں کے کہ ان کی توبہ نہایت شدت اور سختی سے قبول ہوتی ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم گوسالہ پرستی کے گناہ سے آلودہ ہوئی پھر جب انہوں پشیمان ہوکر توبہ کی تو ان کو ارشاد ہوا کہ اپنی جانوں یعنی ایک دوسرے کو قتل کرو جب انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کرکے خون کی نہریں بہائیں تو ان کے گناہ معاف ہوئے۔ (سورۃ بقرہ پارہ اول)

اور روایت میں ہے ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے۔ "قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسمی لنا نفسہ اسماء فقال انا محمد واحمد المقفی والحاشر نبی التوبۃ ونبی الرحمۃ" (صحیح مسلم) رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے اپنے نام بیان فرمائے تھے یعنی یہ کہ میں محمد ﷺ ہوں میں احمد ﷺ ہوں میں مقفی ہوں یعنی تمام پیغمبروں کے پیچھے آنے والا۔ میں حاشر ہوں (یعنی لوگوں کو قیامت کے دن جمع کرنے والا) میں نبی توبہ ہوں

(آپ توبہ بہت فرمایا کرتے تھے اور نبی رحمت ہوں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے۔ "وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین"

فخر کون و مکان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بلاشبہ رحمت تھے بلکہ رحمت اللعالمین تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمانؓ ذوالنورینؓ حضرت علی المرتضیٰؓ رضوان اللہ علیہم اور دوسرے صحابہ مکہ میں رہتے تھے ابوجہل ابولہب وغیر کفار بھی اسی مکہ میں رہتے تھے دلوں کی عقیدت میں فرق تھا طلب میں بھی فرق تھا اس لئے صحابہ کرام کو حضور کے فیض سے حصہ ملتا تھا اور کفار حضور سے محروم رہتے تھے۔

بلال از حبش، سلمان از فارس صہیب از روم
زخاک مکہ ابوجہل ایں چہ ابو العجب

**ہدایت دینے والا اللہ ہی ہے:۔** "من یھدی اللہ فھوالمھتدی ومن یضلل فاولئک ھم الخاسرین○ اعراف (ترجمہ) جس کو اللہ تعالیٰ راہ پر لگائے وہی راہ پاتا ہے اور جن کو وہ گمراہ کرے وہ تباہ ہوئے۔ اور حدیث میں ہے آنحضرت ﷺ اپنے خطبہ میں حمد و ثناء کے بعد فرمایا کرتے۔ "من یھدی اللہ فلامضل لہ ومن یضللہ فلاھادی لہ" یعنی جسے اللہ تعالیٰ سیدھی راہ پر لگائے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی سیدھی راہ پر نہیں لگا سکتا۔ (مسلم نسائی وغیرہ بحوالہ قرآن مجید مترجم اشرف الحواشی صہ ۲۰۸)

اسی طرح حضرت علیؓ کے والد ابو طالب جو حضور کے چچا تھے رحمت عالم ﷺ کو شفقت ہمدردی اور خیر خواہی سے پالا اور تبلیغی سلسلہ میں پوری طرح آپ ﷺ کا ساتھ دیا تن من دھن سب کچھ اپنے پیارے بیٹے پر نچھاور کر دیا لیکن افسوس ابو طالب حضور کی نبوت کے اقرار سے محروم رہے۔ عالم نزع میں بھی حریص علیکم ذات نے چچا کو کہا "یا عم قل لاالہ الا اللہ" چچا کہہ "لا الہ الا اللہ" ابوجہل اور دوسرے سردار پاس بیٹھے تھے کہنے لگے۔ "اترغب عن ملۃ عبدالمطلب" عبدالمطلب کے

دین سے پھرنے لگا ہے۔ حضور نے تین بار توحید کا اقرار کرانا چاہا۔ آخر چچا نے کہا کہ "انا علی ملۃ عبدالمطلب" میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں پھر انکی وفات ہوگئی۔ حضور مغموم ہوئے اللہ نے فرمایا۔ "انک لا تهدی من احببت" بیشک تو ہدایت نہیں دے سکتا جسے چاہے۔

"عن جبیر ابن مطعم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی رحمۃ بعثنی اللہ ولا یتوفانی حتی یظہر اللہ دینہ (معجم طبرانی) قال احمد بن صالح ارجوان یکون الحدیث صحیحا" (تفسیر ابن کثیر) یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں رحمت ہوں اللہ نے مجھ کو بھیجا ہے اور مجھ کو فوت نہیں کرے گا۔ جب تک وہ اپنے دین کو غالب نہ کرے یعنی آپ ﷺ خدا کی طرف سے جو دین لائے وہ سراسر رحمت ہے اگر آپ ﷺ کی حیات بابرکات میں یہ دین بلند نہ ہوتا تو دنیا میں قائم نہ رہتا اور یہ امر رحمت اللعالمین کے خلاف تھا اللہ نے آپ ﷺ کی زندگی میں اس لئے اسکو غالب کیا آپ ﷺ کے انتقال کے بعد بھی یہ دین دنیا میں قائم رہے اور رحمت کا باعث ٹھہرے۔

**خطبہ رحمت اللعالمین:۔** "عن سلیمانؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب فقال ایما رجل سببتہ فی غضبی اولعنتہ فانما انا رجل من ولد ادم اغضب کما یغضبون وانما بعثنی اللہ رحمۃ اللعالمین فاجعلہا صلوۃ علیہ یوم القیمۃ" (مسند امام احمد تفسیر ابن کثیر) یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ میں اپنے غضب کی حالت میں جس مرد کو کوئی ملامت یا لعنت کروں سوائے اس کے نہیں کہ میں ایک مرد آدم کی اولاد میں سے ہوں مجھ پر بھی غصہ کی حالت دوسرے انسانوں کی طرح طاری ہوتی ہے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ نے مجھے تمام جہان والوں کی رحمت کے لئے بھیجا ہے پس اے اللہ اس ملامت اور لعنت کو اس مرد کے لئے قیامت کے دن رحمت کر دے یعنی

حضرت ﷺ دوسرے انسانوں کی طرح انسان تھے اور انسان پر طبعاً غصہ کی حالت طاری ہوتی ہے آپ کبھی بعض آدمیوں کے خلاف شریعت کام دیکھ کر ملامت اور لعنت کرتے جو فحش سے منزہ ہوتی آپ ﷺ نے ایسی لعنت اور ملامت کو اللہ سے دعا کرکے مومنوں کے لئے رحمت کرا دیا۔ جو ان پر قیامت کے روز ہوگی نہ کافروں کے لئے کیونکہ وہ اس روز رحمت سے محروم رہیں گے سبحان اللہ یہ کیسی عجیب عظیم الشان فضیلت ہے کہ جن کی ملامت اور لعنت بھی قیامت کے دن مومنوں کے لئے رحمت بن جائے ان کی رسالت بھی دنیا کے لئے یقیناً رحمت عامہ ہے۔

## طاعون کی مہلک بیماری باعث رحمت ہے:-

عن عائشہ ؓ قالت سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الطاعون فاخبرنی انہ عذاب یبعثہ اللہ علی من یشاء وان اللہ جعلہ رحمۃ للعالمین" (رواہ البخاری) یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے آنحضرت ﷺ سے طاعون کی بابت سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا یہ عذاب ہے جس پر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے بھیج دیتا ہے لیکن مومنوں کے حق میں اس نے اسے رحمت قرار دیا ہے طاعون چونکہ خرق عادت اور مہلک عذاب تھا جس سے سابقہ امتیں تباہ ہوئیں لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کی رسالت رحمت عامہ کے سبب اس کو رحمت قرار دیا مہلک عذاب کا رحمت بن جانا بڑی عظیم الشان فضیلت ہے۔ حضرت سعد سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "سالت ربی ثلاثۃ فاعطانی ثنتین ومنعنی واحدۃ سالت ربی ان لا یھلک امتی بالسنۃ فاعطانی وسالت ربی ان لایھلک امتی بالغرق فاعطانیھا وسالتہ ان لایجعل باسھم بینھم فمنعنی عنھا" (رواہ مسلم) یعنی میں نے اپنے رب سے تین درخواستیں کیں جن میں سے دو مجھے عنایت کر دیں اور ایک نہ دی گئی میں نے عرض کہ میری امت کو عام قحط سے ہلاک نہ کرنا اور میری امت طوفان سے غرق نہ ہو یہ دو

معروضات منظور ہوگئیں اور تیسری عرضداشت یہ پیش کی کہ ان میں خانہ جنگی نہ ہو یہ درخواست منظور نہ ہوئی۔

**تشریح:۔** عام قحط جو تمام امت کو تباہ کرے اور اسی طرح عام طوفان بھی جیسا کہ پہلی امتوں کو اس سے ہلاک کیا گیا۔ چونکہ بیخ کن اور خرق عادت عذاب ہے اس لئے اس امت پر بوجہ آپ کے رحمت اللعالمین ہونے کے یہ اور اس طرح کا دیگر عام اور خرق عادت عذاب آنا ممنوع ہے اور یہ آپ ہی کی خصوصیت ہے اور حدیث میں ہے۔ "ان اللہ عزوجل اجارکم عن ثلاث ان لا یدعو علیکم نبیکم فتھلکو جمعیا وان لایظھر اھل الباطل علی اھل الحق وان لاتجمعو اعلی ضلالۃ" (رواہ ابوداؤد) خدا نے تم کو تین مصیبتوں سے امن میں رکھا ہے تمہارے خلاف تمہارا نبی بددعا نہیں کرے گا۔ کہ سب فنا ہوجائیں اور اہل باطل حق پرستوں پر غلبہ نہیں پائیں گے اور تم سب گمراہی پر متفق نہ ہوگے۔

**تشریح:۔** آنحضرت ﷺ کی امت پر ایسا عذاب نہیں آئے گا کہ وہ سارے نابود ہوجائیں البتہ کبھی کبھی بطور تازیانہ عبرت بعض مقامات میں نافرمانوں پر کچھ انواع واقسام کے عذاب آتے رہیں گے خود حضور ﷺ نے امت میں ظہور عذاب کی خبریں سنائیں جس قدر مصائب امت پر آتے ہیں وہ پہلے سے پیغمبر ﷺ کی خبر کی تصدیق ہے۔

**تنبیہہ:۔** یاد رہے کہ قرآن جن اشیاء کو رحمت بتا رہا ہے۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی رحمت اللعالمین قرار نہیں دیتا۔ بخلاف حضرت ﷺ کی رسالت کے کہ ان کو رحمت اللعالمین کا خطاب دے کر تمام انبیاء بلکہ سارے جہان سے افضل ثابت کردیا جہاں عذاب آئے اس مقام کے ذوی العقول کے علاوہ غیرذوی العقول بھی حیوانات جمادات نباتات اس قہر میں شامل ہوتے ہیں اور ان کو تکلیف پہنچتی ہے جیسا کہ حضرت نوحؑ وغیرہ کا قصہ اس امر کی شہادت دیتا ہے (سورۃ ہود)

نبی ﷺ کی رسالت کی بدولت ذوی العقول جن و انس کو عذاب سے امان ہوا تو دوسری تمام چیزیں بطریق اولیٰ مامون اور محفوظ رہیں گی کیونکہ وہ معذاب تو تب ثابت ہوں کہ وجود عذاب بھی ہو اور خرق عادت عام عذاب کا آنا ناممکن لہٰذا ان تمام چیزوں کا ایسے عذاب سے معذب ہونا بھی محال ہوا یہ فائدہ ان کو آپ ﷺ کے مرتبہ اور رسالت کے سبب پہنچا یہ خاص آپ ﷺ کا ہی مرتبہ اور فضیلت ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ رحمت اللعالمین کا اگر یہی مطلب ہے کہ جب تک رسول اللہ ﷺ کا دین و رسالت دنیا میں قائم ہے اور اس پر عمل در آمد بھی ہوتا رہتا ہے۔ دنیا میں عام عذاب جس سے مخالف یکسرہلاک ہو جائیں آنا ممنوع ہے تو مندرجہ ذیل حدیثوں کا کیا مطلب ہوگا۔ جن میں اس امر کی...... تصریح کی گئی ہے کہ اس امت میں جب شراب نوشی' باجوں کا بجانا اور گانے والی عورتوں کی کثرت ہوجائے گی۔ اور امربالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیا جائے تو اس وقت کئی لوگ زمین میں دھنسائے جائیں گے اور آسمانسے سنگ باری ہوگئی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عذاب خاص کرانہیں لوگوں پر ہوگا جو کبائر کا ارتکاب کریں گے اس کا ثبوت ان حدیثوں پر غور کرنے سے ملتاہے لہٰذا یہ عذاب مہلک کلی نہ ہونے کی وجہ سے رحمت اللعالمین کے خلاف اور منافی نہیں مزید احادیث مندرجہ ذیل ہیں کہ میری امت کے لوگ شراب نوشی کریں گے اس کا نام اور ہی تجویز کرلیں گے ان کی مجلس میں باجے بجیں گے' راگ ہوگا۔ خدا ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور ایک جماعت کو ان میں سے بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں اتارے گا۔ (ابن ماجہ) اور دوسری حدیث میں ہے اس امت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جب کہ ان کو زمین میں دھنسایا جائے گا۔ اور ان کی شکلیں تبدیل ہوجائیں گے۔ آسمان سے سنگ باری بھی ہوگی کسی نے پیغمبر خدا ﷺ سے دریافت کیا کہ یہ واقعات کب رونما ہوں گے فرمایا جب سرور اور نوحہ کرنے والیاں کثرت سے ہوں گی اور باجوں کا چرچا ہوگا شراب نوشی زیادہ ہوگی۔ (ترمذی) اور تیسری حدیث میں ہے میری امت کے بہت افراد غرور اور تکبر اور لہو ولعب میں شراب نوشی کریں گے صبح ہوتے ہی دفعتہ بندروں اور خنزیوں کی شکل میں بدل جائیں گے کیونکہ وہ محرمات کو حلال سمجھیں گے

اور گانے والی عورتیں ان کے ہاں موجود ہوں گی' شراب نوشی کرنا' سود خوری اور ریشم پوشی ان کا رویہ ہوگا رواہ عبداللہ بن احمد فی زوائد (المسند)

**تشریح:۔** ان احادیث میں اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ جو گناہ ان حدیثوں میں مذکور ہیں ان کے مرتکبین پر ہی عذاب نازل ہوگا نہ کہ دوسروں پر نیز معترض یہ کہنے کی بھی جرات کرسکتا ہے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ عذاب عام نہیں لیکن خرق عادت عذاب تو ضرور ہے جو بزعم آپ کے رحمت اللعالمین کے ہوتے ہوئے نازل ہونا ممنوع ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عذاب بے شک خرق عادت ہیں لیکن ان کا نزول قیامت کے قریب ہوگا جس وقت حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا کلیتہ انکار کردیں گے اسپر عمل کرنا اور استغفار کا وظیفہ تو درکنار زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ رہے گا۔ بلکہ اس زمانہ میں وہ تمام گروہ جو استغفار کرتے ہیں مرجائیں گے اور کوئی مومن باقی نہ رہے گا شریر اور ناپاک لوگوں کو عذاب کرکے ان پر ہی قیامت قائم کی جائے گی۔ مشکوۃ باب "لا تقوم الساعة الا علی اشرار الناس" مومنوں کے وجود سے رسالت و دین قائم ہے۔ جب مومن نہ رہے تو دین واسلام جو رحمت ہے اور عذاب کو روکنے والا ہے نہ رہا اور روکنے والے کے نہ ہونے کی صورت میں شریر لوگوں پر ایک حد کے بعد بوقت قریب قیامت عذاب آنا ممنوع نہ ہوا۔